

مولانا طہطاہی فرماتے ہیں کہ تصوف کے نزدیک اجسام بالذات محسوس نہیں۔ ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی شے کو موجود سمجھیں تو یہ موجودات یا تو مجردات ہوں گے، جیسے نفوس، ملائک وغیرہ یا ہمارے تصور کردہ اجسام ہوں گے۔ ہم نفوس و اجسام کے صرف اعراض دیکھتے ہیں، مثلاً نفس کا علم و ارادہ، جسم کا رنگ اور شکل۔ مجردات کا نام محسوس ہونا تو ظاہر ہے، رہے اجسام تو ان کے محض اعراض محسوس ہوتے ہیں۔ مثلاً پہاڑ ہیں جس شے کو ہم جسم کوہ یا ذات کوہ کہتے ہیں، وہ تو دکھائی نہیں دیتی، صرف پہاڑ کا رنگ، اس کی لمبائی چوڑائی اور پھیلاؤ نظر آتا ہے۔ یہ سب اعراض ہیں۔ رنگ کے متعلق بھی فلاسفہ یورپ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دراصل روشنی کی ایک نوع ہے اور اس نوع کا خاص تموج ارتعاش ہمیں نظر آتا ہے۔ اسی طرح آواز بھی ہوا کا ایک ارتعاش ہے۔ غرض اجسام کا حقیقی وجود کوئی نہیں اور اعراض ہمارے ادہام کی تخلیق ہیں، لہذا ثابت ہوا کہ جس شے کو ہم عالم کہتے ہیں، وہ محض ایک نام ہے اور اشیاء کی ہستی محض ایک دہم ہے۔

بجنوری مرحوم نے لکھا ہے کہ ہندو افسندوں کی قدیمی تعلیم کا مفہوم غلط سمجھتے ہوئے عالم کو ایک فریب نگاہ اور دشت سراب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک خواب ہے، جو چشم کو عالم رویا میں دکھیتی ہے۔ مرزا غالب کی عقل اس مغالطے سے آزاد ہے وہ ہستی کو ہمیشہ مادے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، لیکن وہ مادے کے منکر ہیں۔ اگرچہ عالم اجسام خارجی سے لبریز نظر آتا ہے اور نہایت لطیف گیوں سے نہایت بھاری دھاتوں تک ہر شے اس میں موجود ہے، لیکن مادے کا وجود خود محض بالنسبت ہے، بالذات نہیں، زندگی کی جیتی جاگتی، چلتی پھرتی تصویریں، حرکات اصوات، الوان، کوئی وجود نہیں رکھتیں، جب تک ذہن ان کا ادراک نہ کرے۔ تمام مادہ، جس میں خود میرا جسم اور بنی نوع کے اجسام شامل ہیں، بیجان اور بیکار ہے، وہ روح،